راہِ حق



خطیبِ پاکستان الحاج مولانا محمد شفیع اکاڑوی

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

اس رسالہ میں درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ پڑھنے اور یارسول اللہ اور یاغوث کا نعرہ لگانے، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے مدد مانگنے کا مدلل بیان اور روشن ثبوت ہے۔

المسمّٰی بہ



راہِ حق

المؤلّف

مُحَمَّد شفیع الخطیب اوکاڑوی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

59789 نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ درود شریف اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بکلمۂ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض وہابی دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا اور یا رسول اللہ اور یا غوث رضی اللہ عنہ کہنے والا مشرک و بدعتی ہے، انکا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائی جائے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُوْلِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا

بلا شک و شبہ یہ درود شریف اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بکلمۂ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا اور حضرت غوث اعظم کو یا غوث کہکر پکارنا جائز ہے۔ بعض مولویوں کا اسے شرک کہنا بالکل غلط اور جہالت و گمراہی ہے۔ جواب بترتیب حاضر ہے۔

(۱) ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (قرآن) تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمان اس حکم الٰہی کی تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھکر کرتے ہیں صَلُّوْا کے حکم کی تعمیل میں اَلصَّلٰوۃ اور سَلِّمُوْا کی تعمیل میں اَلسَّلَامُ اور عَلَیْہِ کی تعمیل عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سے کرتے ہیں گویا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہُ پڑھنا اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اگر اس آیۂ کریمہ کی تعمیل درود ابراہیمی یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ سے کی جائے تو آیت کی پوری تعمیل نہیں ہوتی کیونکہ درود ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے جس سے صَلُّوْا کی تعمیل ہوتی ہے وَسَلِّمُوْا کی نہیں ہوتی اور آیۂ کریمہ میں صلوٰۃ و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا آیۂ کریمہ کی پوری تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سے خوب ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں درود ابراہیمی تعلیم فرمایا تو بیشک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی تعلیم فرمایا مگر نماز میں۔ اور نماز میں ہم بھی اور سب مسلمان یہی درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ درود شریف نماز کے ساتھ خاص ہے چنانچہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ

کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور کے آگے آکر بیٹھ گیا اور کہا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیک سلام کو تو ہم

اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ — نے خوب سمجھ لیا ہے کہ (نماز میں کیسے پڑھنا چاہئے)

نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا — اب یہ فرمایئے کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ — اپنی نمازوں میں تو کیسے پڑھیں؟ حضرت

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْبَبْنَا — ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم

اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْئَلْهُ فَقَالَ اِذَا اَنْتُمْ — خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمنے یہ محبوب جانا

صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ — کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور صلے اللہ علیہ

عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ — وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو مجھپر (نماز میں) تو

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۹ وجلاء الافہام ابن قیم ص ۵) — کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

صححه ابن حبان قال الحاكم صحيح على شرط مسلم ولخرج ايضا احمد

وابن خزيمة ودارقطني وبيهقي ان هذه الالفاظ المروية مختصة بالصلوٰة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَعْنِيْ فِي — یارسول اللہ ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں

الصَّلٰوةِ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ — فرمایا تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

(جلاء الافہام ابن قیم ص ۱۶)

پہلی حدیث میں جملہ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا اور دوسری حدیث میں

جملہ فِي الصَّلٰوةِ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کے متعلق

پوچھا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی، جن سے ان کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اس طرح مدد مانگتے ہیں۔

شیخ سنت مددے قاضی شوکاں مددے

(جو کہ ان کے نزدیک شرک ہے) وہ بھی اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین کے ص۱۳۲ پر فرماتے ہیں

وَفِيْهِ تَقْيِيْدُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ	اور اس (حدیث) میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم پر
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ، فَيُفِيْدُ	نماز میں درود پڑھنا مقید کیا گیا ہے۔ پس یہاں
ذَالِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْفَاظُ الْمَرْوِيَّةِ	سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ یہ (درود ابراہیمی کے)
مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلَاةِ وَاَمَّا خَارِجُ الصَّلٰوةِ	الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں۔
فَيَحْصِلُ الْاِمْتِثَالَ بِمَا يُفِيْدُهٗ قَوْلُهٗ	نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہئے۔
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ وَ	جس سے آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
مَلٰٓئِكَتَهٗ)	کی پوری تعمیل ہو جائے یعنی اس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہیں

چنانچہ دنیا بھر کے علماء و محدثین نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوتے ہیں۔ اور نماز میں اس لئے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی جس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر اور جس سے صرف صلّوا کی تعمیل ہوتی ہے کہ نماز میں چونکہ وَسَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَکَاتُہٗ سے ہوجاتی ہے، لہٰذا فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ پڑھکر صَلُّوْا کی تعمیل کرلیا کرو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکابرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظِ صلوٰۃ تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لِیْ اَمَا تَتِمُّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِیْ کِتَابِكَ؟ فَمَا کَتَبْتُ بَعْدَ ذَالِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ (احیاء العلوم ص ۳۱۹/۱)

تو میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر پورا درود کیوں نہیں لکھتے؟ پس اسکے بعد میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوٰۃ اور سلام دونوں لکھتا۔

الحمد للہ کہ اہلِ سنت اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھ کر آیہ کریمہ کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔

حضور اکرم تاجدار عرب وعجم نور مجسم رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر صبح وشام یہی درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہی پڑھا جاتا ہے، وہاں پر بھی آیہ کریمہ کی تعمیل اسی درود سے ہی ہوتی ہے جو اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان سے پوچھا جائے کیا وہاں صبح وشام شرک ہوتا ہے؟ اور کیا وہ لاکھوں خوش نصیب مسلمان روضۂ اطہر پر اس درود شریف

کو پڑھنے والے مشرک ہیں؟

بعض لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ روضۂ اطہر پہ درود شریف پڑھنا شرک نہیں ہے، یہاں شرک ہے، افسوس کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ شرک تو شرک ہی ہوگا خواہ وہ کسی مقام پر کیا جائے۔ جب وہاں شرک نہیں تو یہاں بھی نہیں اور اگر یہاں شرک ہے تو وہاں بھی شرک ہوگا حقیقت یہ ہے کہ نہ یہاں شرک ہے اور نہ وہاں شرک ہے۔ اور چونکہ یہ لوگ ہر کارِ خیر کو شرک کہدیا کرتے ہیں، لہٰذا اس درود شریف کے پڑھنے کو بھی اگر یہ شرک کہیں تو کیا تعجب ہے؟

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ ۱۴۴ پر فرماتے ہیں۔

وبعدہٗ فریضۂ نماز بگزارد چوں سلام	یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے جب سلام
دہد بہ اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود	پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے
کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد	کہ وہ ایکہزار چار سو ولیِ کامل کے متبرک کلام
ولی کامل جمع شدہ است فتح ہر یک	سے جمع ہوا ہے، اور فتح ہر ایک ولی کی اسکے
ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سرِ حضور	ایک ایک کلمہ سے ہوئی ہے جو حضوری کیساتھ
ملازمت نماید برکت و صفائی آں	اسکا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے اسکی برکت صفائی
مشاہدہ خواہد نمود واز ولایت ہزار و	کا مشاہدہ کریگا، اور چودہ سو ولیِ کامل کی ولایت
چہار صد ولی نصیب یابد۔	سے حصہ پائیگا اور فیضیاب ہوگا۔

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اوراد فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے تو وہاں ان کو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اوراد فتحیہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اوراد فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرے وہ چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس اوراد فتحیہ کے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

اس اوراد فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَااِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں، جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور شاہ ولی اللہ صاحب کو شرک کا علم نہیں تھا جو پڑھنے کا حکم دیے ہیں، آج کل کے یہ مولوی شرک کو زیادہ جانتے ہیں؟

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ان مولویوں کے فتووں سے محفوظ رکھے جنھوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق وانشقاق پیدا کر دیا ہے، اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جو کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیِ مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے پیرومرشد ہیں اور جن کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجت ہیں، وہ حاجی صاحب اپنے کتاب ضیاء القلوب کے صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک کا شوق ہو

بعد نماز عشاء باطہارت کامل وجامۂ نو و	عشاء کی نماز کے بعد پاک وصاف کپڑے
استعمال خوشبو باادب تمام رو بسوئے مدینۂ	پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینۂ
منورہ بنشیند و ملتجی از جناب قدس	منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہ الٰہی
حقیقت محمدی برائے حصولِ زیارتِ	میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالِ
جمالِ مبارک صلے اللہ علیہ وسلم و دل را	مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل
از جمیع خطرات خالی کردہ صورتِ آں	کو تمام خیالات وساوس سے خالی
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ لباس	کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پرنور صلی اللہ

بسیار سفید و عمامۂ سبز و چہرہ منور مثلِ بدر بر کرسی تصور کند الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ راست، الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ چپ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، در دل ضرب کند وایں درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند انشاء اللہ تعالیٰ بہ مطلوب خواہد رسید۔

علیہ وسلم بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ افروز ہیں، اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ کی ضربیں لگائے اور جسقدر ہو سکے اس درود شریف کو پے در پے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اور یہی حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بصیغۂ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالمِ امر مقید بہ جہت طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

(امداد المشتاق صفحہ ۵۹)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی مولوی صاحبان حضرت حاجی صاحب کے بارے میں جو یہ فرما رہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے،

اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اسکو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے گی۔

اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک و بدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے وہ کون ہوا؟ اب فیصلہ ان ہی مولویوں پر ہے۔ یا تو پیر صاحب پر بھی فتوے جاری کر دیں یا خود توبہ کر کے اس درود شریف کو جائز قرار دے کر پڑھنا شروع کر دیں۔

اور سنئے اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد کہ

"فرمایا کہ یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

(شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص۱۸)

لیجئے اور سنئے! اپنے مرکز دائرۃ التحقیق شیخ الہند مولوی حسین احمد مدنی صاحب کا ارشاد کہ فرماتے ہیں:-

"چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس ندا، اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزار اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں

(الشہاب الثاقب صـ۶۵)

ایک اور بھی اپنے رأس المحدثین مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کی سن لیجئے فرماتے ہیں:۔

" بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یانبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ اسی طرح آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے"

(فضائل درود شریف صـ۲۸)

دیوبندی حضرات کے ان بزرگوں نے تو ان پر سخت مصیبت قائم کردی یہ عبارتیں ان کے حق میں ایسی ہیں جیسے "سانپ کے منہ میں چھچھوندر" جو نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے۔

اب اگر وہ اس درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو شرک و بدعت کہیں تو اُن کے اپنے بھی اس کی زد میں آکر مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں اور نہ کہیں تو یہ اُن کے مسلک و مزاج کے خلاف ہے۔ نہایت پریشانی کے عالم میں ہیں بقولِ شاعر ؎

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو مرے

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔

کاش! آج کل کے دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے مگر انھوں نے اس درود شریف کے پڑھنے کو شرک بدعت ٹھہرا اپنے بڑوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالا، اور دوسری طرف دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دے دیا اور آپس میں لڑا دیا۔

علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں جن کو یہ مولوی بھی امام مانتے ہیں اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرتسر کے صفحہ ۲۶۰ پر فرماتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے، ابوبکر بن مجاہد انکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور انکو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا

فَقُلْتُ لَهٗ يَا سَيِّدِىْ تَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِيِّ وَاَنْتَ وَجَمِيْعُ مَنْ بِبَغْدَادٍ يَتَصَوَّرُ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِىْ فَعَلْتُ بِهٖ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهٖ وَذَالِكَ اِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو میں نے عرض کیا اے میرے آقا آپنے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے، حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابوبکر بن مجاہد نے) فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے

فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ	خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے
فَقَامَ اِلَیْہِ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ	اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان
فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَفْعَلُ	کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں
ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ ، فَقَالَ ھٰذَا یَقْرَءُ	کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کیا یا
بَعْدَ الصَّلٰوۃِ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ	رسول اللہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں
مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ۔ اِلٰی آخِرِ	کیا ہے ؟ آپنے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھتا ہے
السُّوْرَۃِ وَیَقُوْلُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ	لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ !	عَزِیْزٌ۔ آخر سورۃ تک۔ اور پھر تین مرتبہ کہتا

ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے)

ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے کے ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کیسی رحمت وشفقت فرمائی کہ اسکے لئے قیام فرمایا اور اسں کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں! معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھنا شرک بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت ورحمت فرماتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف میں رہتے تھے۔

اس درود شریف کے پڑھنے کو جو شرک کہا جاتا ہے اس کی دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں علیک آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سُنتے ہیں لہٰذا یہ شرک ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ اس میں یا حرف ندار آتا ہے اور غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ شرک ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پانچوں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے۔ اور نماز پڑھنے والے سب مشرک ہیں کیونکہ ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ پڑھا جاتا ہے اسمیں بھی تو یا حرف ندار محذوف اور خطاب کا صیغہ علیک موجود ہے لہٰذا جو لوگ اس درود کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہدیں؟ اور غالباً وہ مولوی بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ ہی پڑھتے ہوں گے تو وہ بھی مشرک ہوئے ے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا،

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ نماز میں پڑھنا محض حکایۃً نہیں، بلکہ انشاء ہے اس میں حضور

صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام مقصود ہے۔ چنانچہ در مختار صـ۳۵۴ میں ہے کہ

وَيَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيْهَا مُرَادَةً لَّهٗ عَلٰى وَجْهِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهٗ يُحَيِّي اللّٰهَ وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَاءِهٖ لَا الْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ ذَكَرَهٗ فِي الْمُجْتَبٰى

تشہد کے الفاظ سے اسکے معانی اپنی مراد ہونیکا ارادہ کرے، انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اسکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اسکے اولیا پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے، اخبار کا ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یوں فرمایا

اَیْ لَا يَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ عَمَّا وَقَعَ فِي الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَّبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَمِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

کہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے۔

(ردالمختار صـ۳۵۸)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کے بیان میں فرماتے ہیں

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابدان است درجمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالتِ عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس

وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریانِ حقیقتِ محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۲۱۲)

مقام میں نورانیت وانکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اسلئے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی اس لئے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ نور و معرفت کے اسرار سے منور اور کامیاب ہوجائے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا ھُوَ اَوْفٰی

کہ اے نمازی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی پڑھنے کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کرکے اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کا تصور دل میں جما کر السلام علیک ایہا النبی عرض

مِنْہُ ۔ (احیاء العلوم ص۱۰۷) کر اور یقین جان کر یہ سلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کا جواب وافی اپنی شان کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

قطب ربّانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ سَیِّدِی عَلِی خَوَاصُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَهُّدِ لِیَتَنَبَّہَ الْغَافِلِیْنَ فِیْ جُلُوْسِهِمْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُهُوْدِ نَبِیِّهِمْ فِیْ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللّٰہِ اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافِهَۃً ۔

(کتاب المیزان مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۵)

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، وہ فرماتے تھے شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ والسّلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں انکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جُدا نہیں ہوتے پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

اس عبارت میں شُہودِ نَبِیِّہِمْ فِیْ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بارگاہِ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور فَاِنَّہٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللہِ اَبَدًا (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتے) اور فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَھَۃً (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اِس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہِ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے؟ بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور نازک خیالی کو قبول کرسکتا ہے؟

اسی مضمون کو تشہد کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

وَیَحْتَمِلُ اَنْ یُّقَالَ عَلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ	اہلِ عرفان کے طریقے پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے
الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا	کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت
بَابَ الْمَلَکُوْتِ بِالتَّحِیَّاتِ اُذِنَ لَھُمْ	کا دروازہ کھلوایا تو انھیں حی لایموت

بِالدُّخُولِ فِي حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰى ذَالِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(فتح الباری جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵)

کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت ملگئی ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انھیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انھیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہتے ہوئے حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۱۱۱، اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی صفحہ ۳۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۲۲۹، زرقانی شرح موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۷۰، سعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷، فتح الملہم جلد ثانی صفحہ ۱۴۳

اوجز المسالک جلد اوّل ص۲۶۵ پر بھی بعینہا مرقوم ہے۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کر لیا مَنْ شَآءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْھَا۔ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص۵۹ مصنفہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی)

مقامِ غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام بدرالدین عینی و امام زرقانی و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی و شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ سرگروہ منکرین صاحب فتح الملہم و اوجز المسالک سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِرٌ۔ یعنی جب نمازی دربارِ الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرمِ حبیب میں حاضر پاتا ہے اور فوراً عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انھوں نے حاضر کے معنی غائب اور اثبات کے معنیٰ نفی سمجھ لیے۔ یہ انکی اپنی شومیٔ قسمت اور کور باطنی ہے کہ انھیں کسی نماز میں حرمِ حبیب کی حاضری نصیب نہوئی۔

نا معلوم وہ مولوی صاحبان ان اکابر حضرات کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو فرما رہے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جب سلام عرض کرو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہمارا سلام آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

یہ حضرات تو بہت بڑے بڑے ائمہ ہیں، اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہلِ علم سے مخفی نہیں، خود غیر مقلدین کے امام جناب نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی فرماتے ہیں۔

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب	کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کے
العین موماناں و قرۃ العین عابدان	نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں
است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً	تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادت
در حالتِ عبادت و آخر آں کہ وجود	کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت و
نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر قوی	انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اسلیے بعض
تراست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں	عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی اَلسَّلَامُ
خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ	عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اس لئے ہے کہ حقیقت
است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات	محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم موجودات کے
پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود	ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے
و حاضر است پس مصلّی را باید کہ ازیں	ہوئے ہے پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی
معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود	ذات میں موجود و حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے
تا بہ انوار قرب و اسرار معرفت متنور و	کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو
فائز گردد آرے۔ ۔ ۵	تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منور اور کامیاب
در راہِ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست	ہو جائے ہ عشق کی راہ میں قرب و بعد نہیں،

59789

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت   میں آپکو ظاہر آ دیکھتا اور دعا کرتا ہوں۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص۴۵۹)

لیجئے نواب صاحب نے تو شرکوں کے انبار لگا دیے۔ فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو، کیوں صاحب! ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

بہرصورت ہر طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بیشمار مسلمانوں اور بزرگوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ورنہ

ان کو چاہیے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کرینگے تو اُن کے لیے وہ ناجائز ہوگی جسطرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اسکا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں اسکا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا

مطلق ہے۔ اور صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس درود شریف سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اسکی تائید ملتی ہے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رضی اللہ عنہ (جنکے متعلق ملا علی قاری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں وثقہ جماعۃ واحتج بہ اصحاب الکتب الستۃ) فرماتے ہیں

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَکْتُ	میں نے بعض ائمہ حدیث سے سُنا ہے فرماتے
یَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّہٗ مَنْ وَقَفَ عِنْدَ	تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور
قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس
فَتَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ	کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰہَ
وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ	وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
اَلْاٰیَۃَ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ	آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ
یَا مُحَمَّدُ مَنْ یَّقُوْلُھَا سَبْعِیْنَ	عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے
مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَکٌ صَلَّی اللّٰہُ	کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل
عَلَیْکَ یَا فُلَانُ وَلَنْ تَسْقُطْ لَہٗ	کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری
حَاجَۃٌ۔ (شرح شفا للقاری ص ۱۵۱/۲	کر دی جاتی ہیں۔

زرقانی علی المواہب ص ۳۰۷/۸)

علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی حاجت کے لئے صحراو جنگل میں تشریف لیجاتے

فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (سیرت حلبیہ ص۲۶۱ ج۱)

تو آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ کہتا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّتِہٖ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (نسیم الریاض شرح شفا رقاضی عیاض ص۴۵۴ ج۳)

منقول ہے کہ صحابہ کرام دربارِ رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ وَرَدَ فِیْ عِدَّۃِ طُرُقٍ جَمَاعَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ اِنَّھُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلے اللّٰہُ عَلَیْكَ (زرقانی علی المواہب ص۳۲۲ ج۹)

کہ بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوٰۃ کے الفاظ یوں کہتی تھی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ۔

بیہقی شریف میں ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ۔ یارسول اللہ

ہم اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ الخ

(بیہقی شریف صـ۸۲/۲)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ صحابۂ کرام کے بھی نماز کے علاوہ الفاظ صلوٰۃ یہ ہوتے تھے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر لیجانا اور عرض کرنا یارسول اللہ! آپ کا یار غار ابو بکر صدیق حاضر ہے۔ چنانچہ جب آپکا جنازہ روضۂ اقدس پر لایا گیا تو صحابۂ کرام نے بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ سلام عرض کر کے کہا یارسول اللہ یہ ابو بکر دروازہ پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ! (تفسیر کبیر صـ۴۷۵/۵)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ پاک میں بھی بصیغۂ خطاب وندا صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ لہٰذا بدعت نہ ہوا آخر میں مسلمان بھائیوں سے پُر زور اپیل ہے کہ ان مشرک ساز مولویوں کے چکر میں نہ آئیں بلکہ نہایت ذوق وشوق، الفت ومحبت سے اس درود شریف اَلصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ ۔ وَعَلٰۤی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ کو خوب پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں ۔

وَمَا تَوْفِيْقِیْۤ اِلَّا بِاللهِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَصَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

ندائے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نعرہ رسالت لگانا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے ملاحظہ ہو، ارشاد ہوتا ہے ۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ میرے حبیب فرما دیجئے کہ اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔

(قرآن مجید پارہ ۹)

اس آیہ کریمہ میں غور کیجئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو یا کہہ کر خطاب فرمایا ۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خطاب کے مخاطب کون ہیں ؟ کیا مکے کے وہ چند افراد ہیں جو اس وقت آپ کے سامنے تھے، اگر جواب ہاں ہو تو پھر کہنا پڑے گا کہ آپ انھیں کی طرف رسول بن کر آئے تھے اور آگے جو حکم ہے فَاٰمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ (الآیہ) کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، یہ انھیں کے لئے تھا۔ نہیں نہیں، بلکہ یہ خطاب دنیا کے تمام انسانوں کو ہے

جو قیامت تک ہونے والے ہیں کیونکہ یہ خطاب عام ہے اور لفظ جَمِیْعًا اس پر قرینۂ عموم ہے جیسا کہ مفسرین حضرات کا اس پر اتفاق ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک ہونیوالے تھے یا کہکر پکارا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (قرآن پارہ ۱۷) پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے۔

اس حکمِ الٰہی کو سُن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کھڑے ہوکر چاروں طرف پکارا یَااَیُّهَاالنَّاسُ ! اے لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کو آؤ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز ہر ایک روح جو ماں باپ کے اصلاب وارحام میں تھی، نے سُن لی جس کی تقدیر میں حج تھا اسکی روح نے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا (مدارک وخازن صفحہ ۲۶)

غور فرمائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو یا کہکر پکارا حالانکہ وہ تمام انسان آپ کے پاس حاضر تو کیا بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور لطف یہ کہ آواز تمام روحوں نے سُن لی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو حج کیلئے یا کہکر پکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو اپنی رسالت کے لئے یا کہکر پکارا جس نے خلیل علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ

حاجی ہوا اور جس نے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا وہ مومن ہوا

اب پوچھو ان مولویوں سے جو کہتے ہیں کہ یا کہکر حاضر کو پکارا جاتا ہے جو حاضر نہ ہو اس کو یا کہکر پکارنا شرک ہے، اے مولویو بولو کیا قیامت تک ہونیوالے تمام انسان حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھے یا غائب؟ اگر کہیں کہ حاضر تھے تو پوچھو جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، وہ حاضر کس طرح تھے؟ اور اگر کہیں کہ غائب تھے تو پھر پوچھو کہ غائبوں کو یا کہکر پکارنا تو تمہارے مذہب میں شرک ہے تو کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیل علیہ السلام نے شرک کیا تھا۔ اور ان کو اللہ نے شرک کرنیکا حکم دیا تھا؟

حضرت برار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینۂ منورہ تشریف لائے تو

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ	مرد اور عورتیں گھروں کی چھت پر چڑھ گئے
وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ	اور بچے اور خادم گلیوں میں متفرق ہو گئے
يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا	اور سب کے سب ندا کرتے یعنی نعرے لگاتے
مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صحیح مسلم شریف ص ۴۱۹ ج ۲)	تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ نعرۂ رسالت یعنی یا محمد یا رسول اللہ! خوشی کے وقت لگانا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانۂ پاک اور آپؐ کی موجودگی میں لگا دوسرے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو یا کہکر پکارنا شرک نہیں، اگر شرک ہوتا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرض تھا کہ انھیں منع فرما دیتے اور شرک سے بچاتے۔

بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیَ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔	اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم، کہ نبی رحمت ہیں یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما

(ابن ماجہ، نسائی، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابن خزیمہ، طبرانی)

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا صحابی نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی)

اس حدیث مبارک میں ادنیٰ سا غور کرنیسے معلوم ہوگا حدیث مبارک کے

تین حصے ہیں۔ حصۂ اوّل میں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ مبارکہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے۔ حصۂ دوم میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بحرف ندا یا محمد کہکر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یارسول اللہ! حضور کے وسیلے سے اللہ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی ہے تاکہ پوری ہو، حضور بھی ازراہِ کرم ذرا سفارش فرمادیں۔ حصۂ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا ہے کہ اے اللہ! ہماری اس حاجت کے سلسلہ میں حضور کی شفاعت قبول فرما اور یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ یہ وہ دعا ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی۔ اب ان مولویوں سے پوچھو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگنا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یا کہکر پکارنا، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو شفیع ماننا اگر شرک و بدعت ہے تو کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اور کیا وہ صحابی شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے تھے (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود یہ تعلیم فرمائی ہے کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلے سے مانگو، اور ہمیں یارسول اللہ کہکر ہماری شفاعت طلب کرو! اب دیکھئے صحابۂ کرام تابعین عظام، ائمہ، علماء، اولیاء کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص امیر المومنین کے دربار میں اپنی کوئی حاجت لے کر حاضر ہوا، امیر المومنین نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا۔ اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں کے عرض کیا کہ میں محتاج ہوں مگر امیر المومنین میری طرف التفات نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا جاؤ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ الخ (وہی دعا جو اوپر گذری ہے) اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نماز کے بعد یہی دعا پڑھی اور پھر امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہایت شفقت و محبت سے بلا کر اپنے پاس قالین پر بٹھایا اور انکی التجا سُنی، اور ان کی حاجت روائی کی اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو! اس کے بعد وہی صاحب حضرت عثمان بن حنیف کے پاس حاضر ہوئے۔ اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے پاس میری سفارش فرمائی ہے جسکی وجہ سے انھوں نے مجھ پر نہایت مہربانی فرمائی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا قسم خدا کی میں نے آپکی کوئی سفارش امیر المومنین کے پاس نہیں کی بلکہ یہ اس دُعا کی برکت ہے جو میں نے آپ کو بتائی تھی کہ بعد نماز پڑھنا، کیونکہ یہی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب اس نابینا نے نماز کے بعد اس دُعا کو پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا (معجم طبرانی)

چنانچہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلہ" کے اندر اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور اُن جیسے دیگر بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آوے تو دو رکعت نماز کے بعد یہی دُعا پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائیگا (مجربات عزیزی)، اور یہ اسی صحابی کے لیے نہ تھی، بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ہر حاجت مند کیلئے اس کا پڑھنا جائز ہے اور بہت ہی باعثِ رحمت و برکت ہے۔

دیکھیے اس میں وسیلہ بھی ہے اور ندائے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہے اگر یہ شرک و بدعت ہوتا تو کیا امام جلال الدین سیوطیؒ و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحبؒ شرک و بدعت کے کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ اور کیا انکو شرک و بدعت کا زیادہ علم تھا یا آج کل کے شرک و بدعت ساز مولویوں کو؟

امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا پاؤں سو گیا، انھوں نے یا محمداہ کہا اسی وقت اچھا ہو گیا (کتاب الاذکار صفحہ ۲۶)

اور امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے، پھر یہ حدیث لکھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ رضؓ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ؐ (الادب المفرد ص۱۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے اُن سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمہیں لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔ عبداللہ نے کہا یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

گویا امام بخاریؒ نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے یہ قانون بنادیا کہ جب بھی کسی کا پاؤں سو جائے تو وہ یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہے، پاؤں ٹھیک ہو جائیگا کیونکہ حضور کے جلیل القدر صحابی نے ایسا کیا۔ کیا امام بخاری کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہوتا، تو امام بخاری کبھی یہ قانون نہ بناتے اور یہ امران دونوں صحابیوں کے علاوہ اوروں سے بھی مروی ہے۔ اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمداہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنے کی عادت چلی آتی ہے (دیکھو نسیم الریاض شرح شفا)

حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا ؎

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رِجَاءَ نَا ۔۔۔ وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَکُ جَافِیًا

یارسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہماری امیدگاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے

وَکُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَّمُعَلِّمًا ۔۔۔ لِیَبْکِ عَلَیْکَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاکِیًا

اور آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے ۔۔۔ جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے

فِدًی لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ ۔۔۔ وَعَمِّیْ وَخَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَمَالِیَا

رسول اللہ علیہ وسلم پر فدا میری ماں اور میری خالہ ۔۔۔ اور میرا چچا اور میرا ماموں پھر میری جان اور میرا مال

(زرقانی علی المواہب ص۲۸۶ ج۸)

حلب ایک مستقل سلطنت تھی اس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا یوحنا عابد و زاہد، اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکرِ اسلام نے حلب کی طرف رُخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی رائے دی یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے لگا، کیونکہ مسلمان کل ایکہزار تھے یوحنا نے کہا بھائی شاید تمہاری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو بہرحال یوقنا پانچہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا باوجود اس کے کہ مسلمان ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے اور قلیل بھی تھے پھر بھی نہایت ہی استقلال و جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لئے اور بہت زیادہ فوج آگئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوجِ کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سالار لشکر نہایت اضطرار کی حالت میں یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اِنْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں ابھی نصرت آتی ہے ایک دن اور ایک رات اسی حالت میں میدانِ کارزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہلِ حلب نے آکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر صلح کر لی۔ جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہلِ حلب مسلمانوں سے صلح کر کے اُن کے طرفدار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوجِ کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہلِ شہر پر ہلہ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ یوحنا نے آکر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی

طرفداری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی بہت غصہ میں تھا کہ اہلِ شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ اس پر بھائی کی حالت دیکھ کر اور غضبناک ہوگیا۔ اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھکر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کر دو! یوقنا نے تلوار سے اس کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور اہل شہر کا پھر قتل عام شروع کر دیا تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں آپہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی، یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لاسکا، اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبتیں پہنچائیں کہ ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اطلاع دی کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں اور قلعہ کے دروازے کھولدئے اور کلمۂ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہؓ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمۂ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی فرمایا اے ابو عبیدہؓ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیوں کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں

بجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ اُن کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو دعا کیجیے کہ مجھ کو عربی آجائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے۔ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہ سنتے ہی میں کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوگیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آرہی تھی، اور مجھے عربی بھی آگئی تھی اے ابو عبیدہ رضی جسطرح میں ابتک اطاعتِ شیطان میں جنگ کرتا تھا، اب خدا کی راہ میں کرونگا یہانتک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔ اب میرے دل میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔ ملخصاً (فتوح الشام، ناسخ التواریخ)

دیکھیے حضرت کعب بن صمرہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بیشمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سر برآ ہونا دشوار ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارا کہ جلد مدد فرمائیے، اور اسکا ظہور بھی اس طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود بادشاہِ فریقِ مخالف مسلمان ہوکر اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادم اسلام بن گیا۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی ہی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو

نہیں پکارا، بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارتے، اور مدد طلب کرتے اور اس کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالدؓ اور ان کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے دیکھا کہ حالت نہایت نازک ہے تو ثُمَّ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَامُحَمَّدَاہُ۔

(البدایہ والنھایہ ص ۳۲۴ ج ۶ ابن اثیر ص ۱۵۲ ج ۲ طبری ص ۲۵۱ ج ۳)

ترجمہ:۔ پھر انھوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن اُن کا شعار یہ ندا تھی یَامُحَمَّدَاہُ۔

چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر یَامُحَمَّدَاہُ یَامُحَمَّدَاہُ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔

دیکھیے اس جنگ میں کل صحابہ ہی تھے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے ساتھ ہی یہ جنگ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ جنگ میں یَامُحَمَّدَاہُ کہنا شعارِ صحابہ تھا

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی صرف ستائیس ہزار ان میں ایک سو دہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ

ایکبار فوج کے اس حصہ کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہوا۔ ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انھوں نے خیمے کا ستون لیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منہ پر مار کر ابوسفیان رضؓ سے کہا "اے صخر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے، تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تم کفار کو برانگیختہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ مع فوج شکستہ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خلد بن ولید نے بھی سخت حملہ کیا۔ اس وقت سب کی زبان پر یا محمد یا منصور امتك جاری تھا یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے فتحمند اپنی امت کی خبر لیجیے۔ خبر لیجیے (ناسخ التواریخ دواقدی)

غور کیجیے کہ جب صحابہ اور تابعین جن کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی اور وہ چار پانچ لاکھ کے مقابلے میں ہوں گے تو کیسا سخت وقت ہوگا اور انھوں نے اس حالت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پکار کر استمداد کی اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس ندا کو عین صواب سمجھتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب اہلِ اسلام بھینہا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو ایک رات وہاں کے بادشاہ نے ایسے شبخون مارا کہ اہلِ اسلام غفلت میں تھے، کوئی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ کفار کی فوج کثیر نے خوں ریزی شروع کر دی۔ صحابہ کا بیان ہے کہ وہ رات ایسی پر آشوب اور مصیبت کی تھی کہ ایسی ہم نے

کبھی نہیں دیکھی اس حالتِ اضطرار میں سب کی زبان پر یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصۡرَ اللّٰهِ اِنۡزِلۡ جاری تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور اسی قسم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک رات بطلیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہلِ اسلام پر شبخوں مارا جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گڑبڑ سنتے ہی پکار کر کہا۔ وَا غَوۡثَاهُ وَا مُحَمَّدَاهُ وَا سَلَامَاهُ کِيۡدَ قَوۡمِيۡ وَرَبِّ الۡكَعۡبَةِ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! بخدا میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا ہے، فریاد رسی کیجئے تاکہ یہ سلامت رہیں!

حضرت ابو عبیدہؓ نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کر کے دروب کی طرف روانہ فرمایا، ہرقل کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ادھر کا قصد کیا ہے تیس ہزار کا لشکر مقابلہ کیلئے روانہ کر دیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو میسرہ امیرِ لشکرِ اسلام متفکر ہوئے حضرت عبداللہ بن خذافہ نے سبب دریافت کیا، کہا مجھے اپنی ذات کا کچھ فکر نہیں خوف ہے تو یہ کہ مسلمان کم ہیں اور کفار زیادہ، پس مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت خذافہ نے کہا اے امیر ہم لوگ کبھی موت سے نہیں ڈرے ہمنے تو اپنی جانیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، چنانچہ لشکر کفار مقابلہ میں آ گیا اور ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اے اہل عرب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں موت یہاں گھیر لائی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دو تاکہ تمہیں قید کر کے

ہرقل کے پاس بھیجدیں، ورنہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے یہ سنکر ابوالہول دامس رضی نے آگے بڑھکر اسکو قتل کرڈالا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی اس وقت دامس رضی کی ہمراہی میں ایک ہزار اشخاص تھے جو یَا مُحَمَّدَ اہٗ یَا مُحَمَّدُ کہتے ہوئے حملہ کرتے تھے ملخصًا۔ (ناسخ التواریخ وتاریخ واقدی)

کیا فرماتے ہیں وہ مولوی صاحبان ان حضرات صحابہ وتابعین کے بارے میں جنھوں نے مصیبت کے وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور مدد مانگی کیا یہ حضرات مشرک تھے؟ نعوذ باللہ!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑگیا یعنی ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ الور پر حاضر ہوکر عرض کی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ اللّٰہَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اَیْتَ عُمَرَ فَاَقْرِءْهُ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ۔

یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے اللہ سے بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہوجائیگی۔ بس حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کو خواب میں ملے اور فرمایا عمر فاروق کے پاس جا اور انکو میرا سلام کہہ اور ان کو بارش کی بشارت دے۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۲)

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۸ھ میں پھر قحط پڑا۔ جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضؓ سے انکی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انھوں نے اصرار کیا، آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو نری سُرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر حضرت بلالؓ نے

فَنَادٰی یَامُحَمَّدَ اہُ فَاُرٰیَ فِی الْمَنَامِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ فَقَالَ اَبْشِرْ

ندا کی یا محمداہ! حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

(ابن اثیر ص ۲۳۵/۲) البدایہ وَالنھایہ ص ۹۱/۷

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد کہ راہِ خدا میں جہاد کیا کرتے تھے

فَاَسَرَھُمُ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ لَھُمُ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُکُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَا مُحَمَّدَاہُ فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَۃِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِیْھَا الزَّیْتُ اُوْقِدَ

ایک دفعہ رومیوں نے انھیں گرفتار کرلیا، بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ملک دونگا اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کردونگا تم لوگ نصرانی ہوجاؤ، انھوں نے انکار کیا اور پکارا یا مُحَمَّدَ اہُ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان

تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يُعْرَضُوْنَ
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى تِلْكَ الْقُدُوْرِ
يُدْعَوْنَ إِلٰى دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ
فَيَأْبُوْنَ فَأُلْقِيَ الْأَكْبَرُ
فِي الْقِدْرِ ثُمَّ أُدْنِيَ
الْأَصْغَرُ فَجَعَلَ يَفْتِنُهُ
عَنْ دِيْنِهٖ بِكُلِّ أَمْرٍ
فَقَامَ إِلَيْهِ عِلْجٌ فَقَالَ
أَيُّهَا الْمَلِكُ أَنَا أَفْتِنُهُ
عَنْ دِيْنِهٖ قَالَ بِمَا ذَا؟
قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ
أَسْرَعُ شَيْءٍ إِلَى النِّسَاءِ
وَلَيْسَ فِي الرُّوْمِ أَجْمَلُ
مِنْ اِبْنَتِيْ فَادْفَعْهُ
إِلَيَّ حَتّٰى أُخْلِيَهُ
مَعَهَا فَإِنَّهَا سَتَفْتِنُهُ
فَضَرَبَ لَهُ أَجَلًا

ان میں روغن زیتون ڈالا گیا، جو تین دن
تک کھولتا رہا اور انھیں روزانہ وہ
دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی
اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس
کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا، پھر دوسرا
بھی ڈالدیا گیا، تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی
قریب لایا گیا تو اسکو بادشاہ نے دین سے
منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس پر
ایک درباری نے عرض کیا اے بادشاہ
اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین
سے منحرف کرلوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا
کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ
عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں
اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی
حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کر دیجیے
تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں،
وہ اس کو بہکالے گی چالیس دنوں کی

أَسَرَ بِعَيْنِ يَوْمًا
وَدَفَعَهُ إِلَيْهِ
فَجَاءَ بِهِ فَأَدْخَلَهُ
مَعَ ابْنَتِهِ وَأَخْبَرَهَا
بِالْأَمْرِ فَقَالَتْ لَهُ دَعْهُ
فَقَدْ كَفَيْتُكَ أَمْرَهُ فَقَامَ
مَعَهَا نَهَارَهُ صَائِمٌ وَلَيْلَهُ
قَائِمٌ حَتّٰى مَضٰى أَكْثَرُ
الْأَجَلِ فَقَالَ الْعِلْجُ لِابْنَتِهِ
مَاصَنَعْتِ ؟ قَالَتْ مَاصَنَعْتُ
شَيْئًا إِهٰذَا رَجُلٌ فَقَدَ ا
أَخَوَاهُ فِيْ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ
فَأَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ امْتِنَاعُهُ
مِنْ أَجَلِهَا كُلَّمَا رَأٰى آثَارَ
هُمَا وَلٰكِنْ اِسْتَزِدِ الْمَلِكَ
فِي الْأَجَلِ وَأَلْقِنِيْ إِيَّاهُ
إِلٰى بَلَدٍ غَيْرِ هٰذَا فَزَادَهُ

میعاد مقرر کرکے بادشاہ نے اس کو درباری
کے سپرد کیا، وہ اس کو اپنے مکان پر لایا۔
اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس
واقعے کی اطلاع دی، لڑکی نے کہا تم
بے فکر رہو یہ میرا کام ہے، اب وہ مجاہد
شامی دن بھر روزہ رکھتے اور تمام شب
عبادت کرتے (اور اسکی طرف) نظر نہ
کرتے یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اب
اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت
کیا کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں
اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو
بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں میرا
گمان ہے کہ یہ ان کے صدمے کی وجہ
سے باز رہے، اس لئے مناسب ہے کہ
بادشاہ سے اس میعاد میں توسیع کرائی
جائے اور مجھے اور اس کو کسی دوسرے
شہر میں بھیجدیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی

أَيَّامًا فَأَخْرَجَهُمَا إِلٰى
قَرْيَةٍ أُخْرٰى فَمَكَثَ
عَلٰى ذٰلِكَ أَيَّامًا صَائِمَ
النَّهَارِ حَتّٰى إِذَا بَقِيَ مِنَ
الْأَجَلِ أَيَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِيَةُ
لَيْلَةً يَا هٰذَا إِنِّيْ أَرَاكَ
تُقَدِّسُ رَبًّا عَظِيْمًا وَإِنِّيْ
قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِيْ دِيْنِكَ
وَتَرَكْتُ دِيْنَ آبَائِيْ قَالَ لَهَا
فَكَيْفَ الْحِيْلَةُ فِي الْهَرَبِ
قَالَتْ أَنَا أَحْتَالُ لَكَ وَجَاءَتْهُ
بِدَابَّةٍ فَرَكِبَاهَا فَكَانَا
يَسِيْرَانِ بِاللَّيْلِ وَيَكْمُنَانِ
بِالنَّهَارِ فَبَيْنَا هُمَا يَسِيْرَانِ
لَيْلَةً إِذْ سَمِعَا وَقْعَ الْخَيْلِ فَإِذَا هُوَ
بِأَخَوَيْهِ وَمَعَهُمَا مَلَائِكَةٌ رُسُلٌ إِلَيْهِ
فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَسَأَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا

کیا گیا۔ لیکن اس شامی مجاہد کی حالت
وہاں بھی وہی رہی دن بھر کا روزہ اور
ساری شب کی عبادت یہاں تک کہ یہ
دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب پہنچی،
تو ایک شب اس لڑکی نے کہا اے شخص
میں تجھے رب عظیم کی تقدیس و اطاعت
میں مشغول دیکھتی ہوں، اس سے میرے
دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین
ترک کرکے تیرا دین اختیار کر لیا ہے، اس
کے بعد اب دونوں مشورہ کرکے وہاں سے
ایک سواری پر بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے
رہتے رات کو سفر کرتے ایک شب یہ دونوں
جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز
آئی دیکھا تو وہ سوار شامی کے وہی دونوں
بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا
اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت
تھی شامی نے ان دونوں کو سلام کیا

فَقَالَا مَا كَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَةَ الَّتِیْ رَأَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ وَاَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنَا اِلَیْكَ لِنَشْهَدَ تَزْوِیْجَكَ بِهٰذِهِ الْفَتَاةِ فَزَوَّجُوْهُ اِیَّاهَا وَرَجَعُوْا

اور ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اسکے بعد ہم جنۃ الفردوس میں جانکلے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی سے تمہاری شادی کردیں، چنانچہ دونوں کی شادی کرکے وہ واپس ہوگئے۔

(عیون الحکایات وشرح الصدور صـ ۸۹)

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں كَانُوْا مَشْهُوْرِیْنَ بِذَالِكَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الاَوَّلِ۔ یعنی یہ حضرات زمانۂ سلف میں شام میں رہتے تھے اور ان کا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس دارالسلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کا زمانہ تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا، تو یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے. تو تبع تابعین ضرور تھے۔

اگر تکلیف و مصیبت کے وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شرک ہے تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی؟ اور جنۃ الفردوس میں جانا کیا معنی؟ اور انکے

ساتھ شادی میں فرشتوں کا بھیجنا کیونکر مقبول، اور ان دیکھے اماموں نے اس روایت کو کیوں کر قبول کیا، اور ان کی شہادت و مغفرت اور ولایت کیوں کر مسلّم رکھی ؟

میدانِ کربلا میں جب ظالموں نے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کی لاش مبارک کو خاک و خون میں پڑے ہوئے دیکھ کر روتے ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا

یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْكَ اللہُ وَمَلَكُ السَّمَاءِ ۔ ھٰذَا الْحُسَیْنُ بِالْعَرَاءِ مُزَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ ۔ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ یَا مُحَمَّدَاہُ وَبَنَاتُكَ سَبَایَا وَذُرِّیَّتُكَ مُقَتَّلَۃٌ تَسْفِیْ عَلَیْھَا الصَّبَا ۔	یا محمداہ یا محمداہ ۔ آپ پر اللہ کا اور آسمان کے فرشتوں کا درود ہو یہ حسین بے گور و کفن پڑے ہیں خون میں لت پت اعضاء کٹے ہوئے ہیں۔ یا محمداہ ! آپکی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپکی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے ہوا انپر خاک ڈال رہی ہے ۔
(البدایہ والنھایہ ص ۱۹۳/۸)	

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں یوں فریاد کی ؎

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ	مَحْبُوْسِ اَیْدِ الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَوْکَبِ الْمُزْدَحِمِ
اے رحمت للعالمینؐ زین العابدین کی مدد کو پہنچو	اس اژدہام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے

امام اعظم ابو حنیفہؒ دربار رسالت میں یوں التجا کرتے ہیں ؎

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی	جُدْ لِیْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِیْ بِرِضَا

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ یَکُنْ   لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

(مجموعۃ القصائد صہ ۴۲ مطبوعہ مجتبائی دھلی)

اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین! اے نعمتِ الٰہی کے خزانے! اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے میں آپکی سخاوت کا طمع کرنیوالا ہوں کیونکہ سوائے آپؐ کے تمام مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مرض فالج میں مبتلا تھے اور انتہائی شدّتِ مرض کی حالت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا ؎

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ   سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بہترین خلق! آپکے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبتِ عامہ کے وقت جسکی پناہ لوں! مہربانی فرمادٰ! چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مہربانی فرمائی، خواب میں تشریف لاکر دستِ رحمت پھیرا بیماری دور ہوگئی۔

(قصیدہ بردہ شریف)

سیدی عارف باللہ حضرت مولانا جامیؒ یوں فریاد کرتے ہیں ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم   ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی   زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا)

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے، یارسول اللہ رحم فرمائیے!

کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں۔ پھر ہم مجبوروں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟

شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی | برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند | عاجزاں را رہنما و جملہ را ما دلی توئی

یا رسول اللہ خالقِ ذوالجلال کے برگزیدہ لاثانی حبیب ایک صرف آپ ہی ہیں، یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اُمت عاجز ہے، ان عاجزوں کے رہنما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

حضرت سیدی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

گر نہ بودے یا رسول اللہ ذاتِ پاکِ تو | ہیچ پیغمبر نہ بردے دولتِ پیغمبری

یا رسول اللہ اگر آپ کی ذاتِ پاک نہ ہوتی | تو کوئی پیغمبر دولتِ پیغمبری سے سرفراز نہ ہوتا۔

حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

چہ وصفت کند سعدیؔ ناتمام | علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

سعدی ناتمام آپ کے اوصاف کیا بیان کرسکتا ہے، یا رسول اللہ آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو۔

علامہ امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ شَرُفَتْ

قَصَائِدِی بِمَدِیْحٍ بِیْکَ قَدْ رُصِفَا

اے میرے سردار۔ اے اللہ کے رسول۔ آپ کی مدح و ثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے۔

مَدَحْتُكَ الْیَوْمَ اَرْجُوْا الْفَضْلَ مِنْكَ غَدًا

مِنَ الشَّفَاعَةِ فَالْحَظْنِیْ بِهَا طَرَفَا

میں نے آج آپ کی مدح کی ہے اور کل قیامت کے دن میں آپ سے احسان اور شفاعت کا امیدوار ہوں تو میری طرف نگاہِ کرم رکھئے گا۔

بِبَابِ جُوْدِكَ عَبْدٌ مُذْنِبٌ كَلِفٌ

یَا اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا مُشْرِقًا وَقَفَا

آپکی سخاوت کے دروازے پر ایک گنہگار عاشق زار بندہ کھڑا ہے اے سب لوگوں سے زیادہ حسین روشن چہرے والے۔

بِکُمْ تَوَسَّلَ یَرْجُوْا الْعَفْوَ عَنْ زَلَلٍ

مِنْ خَوْفِهٖ جَفْنُهُ الْهَامِیْ لَقَدْ ذَرَفَا

اس بندہ نے آپ کے ساتھ توسل کر کے گناہوں کی بخشش کی امید کی ہے (وہ گناہ) جن کے خوف سے اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں

(المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویۃ صفحہ ۵۸)

امام الاولیاء سیدی ابومدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَهُوَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ وَهُوَ الَّذِی

تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ غَدًا فِی الْمَوْقِفِ

یہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ وہ ہیں جنکی کل قیامت کے دن میں شفاعت کی امید ہے۔

یَا خَیْرَ مَبْعُوْثٍ وَاَکْرَمَ شَافِعٍ

کُنْ مُنْقِذِیْ مِنْ ھَوْلِ یَوْمٍ مُوْجِفٍ

اے بہترین رسول اور بزرگ شفاعت کرنے والے۔ آپ مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچائیں۔

صَلّٰی عَلَیْکَ اللہُ یَا خَیْرَ الْوَرٰی

مَا لَاحَ بَرْقٌ فِی السَّمَاءِ وَمَا خَفِیْ

اے ساری مخلوقات سے بہتر آپ پر اللہ تعالےٰ کا درود ہو جب تک کہ آسمان میں بجلی چمکے اور چھپے۔

(المجموعۃ النبھانیہ ص ۲)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سروپا کن

یا رسول اللہ جہاں میں ہم پر کرم فرمایئے ہم بے سروسامان ہیں ہمارا سروسامان آپ کا لطف و کرم ہی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ

وَيَا خَيْرَ مَامُولٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٖ

اے بہترینِ کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو اے بہترین امیدگاہ اور بہترین عطا فرمانے والے

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ

وَمَنْ جُوْدُهٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبٖ

اور اے وہ بہترین جس سے سختی و مصیبت دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے، اور اے وہ کہ جسکی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَاَنْتَ مُجِيْرٌ مِّنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ

اِذَا اَنْشَبَتْ فِى الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبٖ

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین مصیبتیں آپڑیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے حسن و جمال والے اور اے بشروں کے سردار بیشک چاند آپکے چہرہ کے نور سے منور ہے جیسا کہ آپکی صفت و ثنا کرنے کا حق ہے، ممکن ہی نہیں کہ ہو سکے سوائے اسکے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپکی ذات ہے۔

(تفسیر عزیزی پارۂ عم سورۂ والضحیٰ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ گلزار معرفت میں فرماتے ہیں

شفیعِ عاصیاں تم ہو وسیلہ بیکساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

اور یہی حاجی صاحب مناجات نالۂ امداد غریب میں فرماتے ہیں ؎

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیبِ کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل
اے مرے مشکلکشا فریاد ہے

مولوی محمد قاسم صاحب بانیِ دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں ؎

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ میرے پہ کیا پکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامیٔ کار

(قصائدِ قاسمی ص ۶)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں ؎

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ
اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔

لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءٌ سِوَاکَ اَغِثْ ۔ مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں، اے میرے آقا میری فریاد سنئے میں تکلیف میں مبتلا ہوں

غَشَّنِیَ الدَّھْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ ۔ کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے اے ابن عبد اللہ میری فریاد سنئے میری مدد فرمایئے

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰہِ بَابُکَ لِیْ ۔ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ

یارسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں۔ میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلدین کے امام فرماتے ہیں

یَا سَیِّدِیْ یَا عُرْوَتِیْ وَوَسِیْلَتِیْ ۔ یَا عُدَّتِیْ فِیْ شِدَّۃٍ وَّرَخَاءٍ

اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت ساز و سامان۔

یَا مَقْصَدِیْ یَا اُسْوَتِیْ وَمُعَاضِدِیْ ۔ وَذَرِیْعَتِیْ یَا مَرْصَدِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مقصد، اے میرے پیشوا اور میرے پروردگار اور میرے ذریعہ اور اے ٹھکانے۔ میرے مولا۔

شَفَعَتْ جَاھَکَ ضَارِعًا مُتَذَلِّلًا ۔ مَالِیْ وَرَاءَکَ صَارِفُ الضَّرَّاءِ

میں نے نہایت عاجزی وانکساری سے آپکی عزت وجاہ کو شفیع بنایا کیونکہ میرے لئے آپ کے سوا تکلیف ومصیبت کوئی دفع کرنے والا نہیں

اَنْتَ الْمُغِیْثُ بِرَحْمَۃٍ وَکَرَامَۃٍ　　فِیْ غُمَّۃٍ وَغَوَائِلٍ وَبَلَاءٍ

آپ مددگار رہیں اپنی رحمت وکرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات دبلا ہیں۔

اِنْجَحْ مَرَامِیْ یَاکَرِیْمَ کَرَائِمٍ　　اَنْتَ الْقَدِیْرُ عَلٰی نِفَاذِ رَجَائِیْ

میرے مقاصد پورے فرمائے بزرگیوں اور کرامتوں والے آپ میری امید کے پورے کرنے پر قادر ہیں۔

مَالِیْ وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ　　یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں اے رحمۃ للعالمین میری گریہ وزاری کو دیکھ اور مجھ پر رحم کر۔

یَا اَیُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِیْعُ مَکَانُهٗ　　ضَاءَتْ بِنُوْرِكَ سَاحَۃُ الثَّرْیَاءِ

اے بلند مقام سورج آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہوگئے

وَلَكَ الشَّفَاعَۃُ وَالْمَکَانَۃُ فِیْ غَدٍ　　وَلَاَنْتَ اَکْرَمُ مَعْشَرِ الشُّفَعَاءِ

کل قیامت کے دن آپ کے لئے شفاعت اور عزت ہے اور بیشک آپ سب شفاعت کرنیوالوں میں زیادہ مکرم ہیں

وَرَجَاءُ عَبْدِكَ مِنْ جَنَابِكَ سَیِّدِیْ　　نَیْلُ الشَّفَاعَۃِ زُبْدَۃُ الْاٰلَاءِ

اے میرے سردار آپ کا بندہ آپ کی جناب سے شفاعت کی امید رکھتا ہے جو امیدوں

کا ماحصل ہے

وَسِوَاكَ مَالِیْ فِی الْقِیَامَۃِ شَافِعٌ ۔۔۔ اَنْتَ الْمُخَلِّصُ لِیْ مِنَ الْبَأْسَاءِ

آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں آپ ہی مجھے سختیوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں۔

لَا زَالَ مَدْحُكَ بَاقِیًا بَیْنَ الْوَرٰی ۔۔۔ مِنْ عَبْدِكَ الْمَصْرُوْفِ فِی الْاِطْرَاءِ

آپ کی مدح وثنا مخلوقات میں ہمیشہ رہے آپ کے اس بندے کی طرف سے جو آپ کی بہت زیادہ تعریف میں مصروف ہے۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاهی ص ۲۰ و ۲۱ قصیدة العنبریہ فی مدح خیر البریہ)

دیوبندی وہابی حضرات بتائیں کہ اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہے تو خصوصاً ان کے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی جو یارسول اللہ کہہ رہے ہیں اور آپ سے مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟ ؎

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

خصوصاً نواب صدیق حسن خانصاحب نے تو شرک کے انبار لگا دئے ہیں دیکھئے اُن کے گیارہ اشعار میں نو مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کے پکارا گیا ہے۔ نیز آپ کو سہارا، وسیلہ، مددگار، دافع البلاء، مقاصد

پورے کرنے والے، امیدوں کے پورے کرنے پر قادر، فریادرس، شفیع، مصیبتوں سے بچانے والے مانا گیا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت جان دہابیت پر یہ ڈھائی کہ نواب صاحب نے دو مرتبہ اپنے آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہا ہے۔ چنانچہ اُن کا شعر نمبر ۹ نو اور آخری شعر دیکھیئے۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ لیکن ان کو مشرک صرف اس لئے نہیں کہیں گے کہ وہ اُن کے اپنے ہیں۔ شرک و بدعت کے فتوے تو دوسروں کے لئے ہیں ؎

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں خود اُن کی حجامت ہو گئی

مسلمانوں خوب غور کرو اور خدارا انصاف کرو کہ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہو جیسا کہ دیوبندی وہابی مولوی صاحبان کہتے ہیں تو یہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ۔ اولیار، علمار جن کا اوپر ذکر ہوا، جو سب کے سب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یا کہکر پکار رہے اور مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے ؟ کیا ان حضرات کو معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یا کہکر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے ؟ کیا یہ حضرات عالم نہیں تھے اور ان کو شرک کا علم نہیں تھا ؟

اب فیصلہ ناظرین پر ہے یا تو آج کل کے ان مولویوں کے فتوے کو صحیح کہکر والی امت، اور امت کے کروڑوں افراد جو یا رسول اللہ کہہ رہے ہیں جن میں صحابہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیار، علمار ہیں کو مشرک مان لیں یا پھر کہدیں کہ

آج کل کے ان مولویوں کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے۔ اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بلاشک وشبہ جائز ہے۔

۳۔ اب یہ حقیر وفقیر ذیل میں چند روایات ناظرین حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے اولیاء اللہ کو پکارنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی صفحہ ۱۲۵)

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں پر گزرے تو اپنا روئے انور اہل قبور کیطرف کر کے فرمایا سلام ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

اس حدیث میں غور کیجیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں اگر مردوں کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے تو کیا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا معاذ اللہ!

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بروایت بیہقی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

وَقَفْنَا عَلٰى قَبْرِهٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

کہ ہم حضرت امیر حمزہؓ کے مزار پر ٹھہرے اور

يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا رَدَّ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (شرح الصدور ص۸۵)

ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ کے چچا آپ پر سلام ہو تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سُنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یا کہہ کر پکارا گیا، تو انھوں نے سن کر جواب بھی دیا۔ کیوں نہ ہو جب کہ خود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (کتاب الروح ابن قیم ص۲)

کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائی کی قبر پر گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اس پر سلام کرے تو اللہ اس کی روح کو اس پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جاوے یا کوئی حاجت پیش آوے اور مدد کی ضرورت ہو

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ! يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔

(الطبرانی حصن حصین)

تو چاہیے کہ یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

راوی فرماتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذَالِكَ۔ یعنی اس امر کو آزمایا بھی گیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ یُحْتَاجُ اِلَیْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِیَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ۔ (الحرز الثمین)

کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روا ہوتی ہے۔

اسی حدیث کے متعلق خود مخالفین کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلبِ اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹/۱)

فقیہ اعظم حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے مسلم امام ہیں فرماتے ہیں کہ زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے، اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس لائے، تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان

رضی اللہ عنہ کو پہنچائے۔

وَيَقُوْلُ يَاسَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا اِبْنَ عَلْوَانَ اِنْ لَمْ تُرَدَّ عَلَىَّ ضَالَّتِيْ وَ اِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَآءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرَكَتِهٖ اَجْهُوْرِيْ مَعَ زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمُنْهَجِ لِلدَّاؤُدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ

اور کہے یا سیدی احمد یا ابن علوان! اگر تم نے میری گم شدہ چیز واپس لادی تو خیر، ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوادوں گا! اس عمل سے بہ برکت ان ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گمی ہوئی چیز واپس لادے گا۔

(حاشیہ ردالمختار شرح درمختار ص۲۵۳)

ان روایات میں چند باتیں قابلِ غور ہیں مشکل کے وقت اولیاء اللہ کو پکارنا، ان سے مدد چاہنا، انھیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا، کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع واعلیٰ امام العلماء سید الاولیاء سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاد شمس الدین لقانی وامام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت و حقیقت کے جامع

باوصف علومِ باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع ومفید وبکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عارف وعالم کے شاگرد ہیں یہانتک لکھا کہ بالجملہ مرد جلیل القدر یست کہ مرتبۂ کمالِ او فوق الذکر است۔ پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں۔ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِّشَتَاتِہٖ — اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنُکْبَۃٍ

وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضِیْقٍ وَّکَرْبٍ وَّوَحْشَۃٍ — فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ

یعنی میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جورِ زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے اور اگر تو تنگی وسختی و وحشت میں ہو تو یا زرّوق کہکر پکار! میں جلد آؤں گا اور تیری مدد کردوں گا۔

(بستان المحدثین ترجمہ اردو ص۲۰۶)

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفیؒ اپنے حجرۂ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی۔ حالانکہ حجرۂ شریف میں کوئی راہ اسکے باہر جانے کی نہ تھی دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ اسے اپنے پاس رکھے جبتک وہ پہلی واپس نہ آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰی صَدْرِیْ — جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا

لِيَذْبَحُنِي قُلْتُ فِي نَفْسِي يَا سَيِّدِي
مُحَمَّدُ يَا حَنَفِي فَجَاءَتْهُ فِي صَدْرِهِ
فَانْقَلَبَ مُغْمًى عَلَيْهِ وَنَجَّانِيَ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَكَتِكَ۔
(طبقات الکبریٰ مصری ص۹۵)

میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی
(جب میں نے ندا کی اور حضور کو پکارا تو اسی وقت
غیب سے) یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینہ پر
اس زور سے لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا، اور
مجھے برکت حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی جلالت شان عالم میں آشکارا ہے بہت سے ایسے ہی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند ہدیۂ ناظرین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی (جن کا اوپر ذکر پاک ہوا) کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہو گئیں

فَكَانَتْ تَقُوْلُ يَا سَيِّدِي اَحْمَدُ
يَا بَدْوِي خَاطِرُكَ مَعِي
فَرَأَتْ سَيِّدِي اَحْمَدَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَنَامِ
وَهُوَ ضَارِبُ اللِّثَامِ
وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَاسِعَةُ الْاَكْمَامِ
عَرِيضُ الصَّدْرِ اَحْمَرُ الْوَجْهِ
وَالْعَيْنَيْنِ وَدَخَلَ اِلَيْهَا

اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی احمد
یا بدوی خاطرک معی اے میرے
سردار اے احمد بدوی آپ کی توجہ
میرے ساتھ ہے ایک دن حضرت
سید احمد کبیر بدوی رضی اللہ عنہ کو
خواب میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا
جبہ پہنے ہوئے تشریف لائے
آپ کا سینہ مبارک چوڑا چہرہ اور

تُنَادِ بُنِیْ وَتَسْتَغِیْثِیْنِیْ	آنکھیں سُرخ تھیں، فرمایا تو کب تک
وَاَنْتِ لَا تَعْلَمِیْ اَنَّكِ	مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کریگی
فِیْ حِمَایَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْکِبَارِ	تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب
الْمُتَمَکِّنِیْنَ وَنَحْنُ لَا نُجِیْبُ	تمکیں (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے
مَنْ دَعَانَا وَهُوَ مَوْضِعِ اَحَدٍ	اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے
مِنَ الرِّجَالِ قُوْلِیْ یَا سَیِّدِیْ	ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے یوں
مُحَمَّدُ یَا حَنَفِیُّ یُعَافِیْكِ اللّٰهُ	کہہ یاسیدی محمد یا حنفی ! یہ کہے گی تو اللہ
تَعَالٰی فَقَالَتْ ذَالِكَ فَاَصْبَحَتْ	تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا ان بی بی نے
کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِهَا مَرَضٌ	یوں ہی کہا صبح کو تندرست اُٹھیں، گویا
(طبقات الکبریٰ ص۹۷)	کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ کہ ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ تِلْكَ	سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ وَفَرْدَةٌ	اور وہ کھڑاؤں انکے پاس تھی انھوں نے
الْقَبْقَابِ مَعَهٗ وَاَخْبَرَ	حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدکار نے
اَنَّ شَخْصًا مِّنَ الْعُیَّاقِ	انکی صاحبزادی پر دست درازی کرنی چاہی
عَبَثَ بِابْنَتِهٖ فِی الْبَرِّیَّةِ	لڑکی کو اسوقت اپنے باپ کے پیر و مرشد

فَقَالَتْ یَا شَیْخُ اَبِیْ لَا حِظْنِیْ لِاَنَّہَا لَمْ تَعْرِفْ اَنَّ اِسْمَہٗ مَدْیَنُ ذَالِكَ الْوَقْتَ وَھِیَ اِلَی الْاٰنَ عِنْدَ ذُرِّیَّتِہٖ

حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی یا شیخ ابی لاحظنی اے میرے باپ کے پیر و مرشد مجھے بچائیے یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑاؤں ابتک ان کی اولاد میں موجود ہے۔

(طبقات الکبریٰ ص۱۰۳ ج۲)

فرماتے ہیں کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا باآواز پکارا یا سیدی محمد غمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان جقمق قید کرکے لئے جا رہے تھے انھوں نے مرید کا ندا کرنا سُنا تو پوچھا یہ سید محمد غمری کون ہیں؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یا سیدی محمد یا غمری رضی اللہ عنہ لاحظنی اے میرے سردار محمد غمری مجھ پر عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ نے ان کی فریاد کو سُن لیا اور تشریف لاکر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی۔ مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ (طبقات الکبریٰ ص۲۹ ج۲)

اور سیدی حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

کَانَ اِذَا نَادَاہُ مُرِیْدُہٗ اَجَابَہٗ مِنْ مَّسِیْرَۃِ سَنَۃٍ اَوْ اَکْثَرَ

جب انکا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا۔ (طبقات الکبریٰ ص۲۹ ج۲)

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے بیشمار واقعات لکھے ہیں جس کو شوق ہو، وہ ان کی کتاب "طبقات الکبریٰ" کا مطالعہ کرے۔

اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس مولوی انور شاہ صاحب ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

وَالشَّعْرَانِیُّ اَیْضًا کَتَبَ اَنَّہٗ رَاٰہُ	کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انھوں نے حضور
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ عَلَیْہِ	صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی
الْبُخَارِیَّ فِیْ ثَمَانِیَۃٍ رُفْقَۃٍ مَعَہٗ	اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر سنائی
ثُمَّ سَمَّاھُمْ وَکَانَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ	اس وقت اُن کے ساتھ اُن کے آٹھ رفقار
حَنَفِیًّا (فیض الباری ص۲۰۴)	بھی تھے، ایک ان میں حنفی تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جواہر خمسہ" حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا ورد وظیفہ کرتے تھے چنانچہ انھوں نے اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہما سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص۱۳۸) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے۔

نَادِ عَلِیًّا مَظْھَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْہُ	پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب
عَوْنًا لَّکَ فِی النَّوَائِبِ کُلُّ ھَمٍّ	تو انھیں پکارے گا تو انھیں مصائب و افکار
وَغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِوِلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ	میں اپنا مددگار پائیگا پریشانی و رنج ابھی

یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ۔	دور ہوتا ہے آپکی مدد یا علی یا علی یا علی ۔

امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر شطنوفی وامام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی وعلامہ علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ومولانا شاہ ابوالمعالی محمد سلمی قادری وشیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کَشَفْتُ	جوکسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع
عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ	ہو اور جو سختی میں میرا نام لے وہ سختی دور ہو اور
فَرَّجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ	جو کسی حاجت میں اللہ کیطرف مجھ سے توسل کرے
اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ	وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے
قُضِیَتْ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ	ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ
یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ	بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی کریم صلے اللہ علیہ
سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ مَرَّۃً	وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق شریف کی
ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	طرف گیارہ قدم چلے۔ ان میں میرا نام لیتا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ	جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اسکی وہ
عَلَیْہِ ثُمَّ یَخْطُوْا اِلٰی جِہَۃِ الْعِرَاقِ	حاجت روا ہو۔
اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ حَاجَتَہٗ	(بہجۃ الاسرار، خلاصۃ المفاخر، نزہۃ الخاطر،
فَاِنَّھَا تَقْضٰی۔	تحفۂ قادریہ، زبدۃ الآثار)

یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظم علمار و ائمہ قرأت واکابر اولیا، وسادات طریقت سے ہیں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انھوں نے امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نوراللہ مرقدہٗ سے، انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے امام شمس الدین ذہبی کے علم حدیث واسمار الرجال میں جن کی جلالت شان عالم میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقری میں انکی بہت مدح لکھی، امام محدث محمد بن محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے سلسلۂ تلامذہ میں سے ہیں۔ انھوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف مشہور ہے اور اس کے مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار شریف اور اسکے مصنف کے متعلق آپنے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں:۔ اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنئے

مولوی انورشاہ صاحب کشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں۔ وَ وَثَّقَہُ المُحَدِّثُوْنَ

یعنی محدثین کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری ص۹۱)

اور پھر ملا علی قاری اور امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اسکو تسلیم کرنا، اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نور علیٰ نور ہے۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے۔ اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے۔ اور یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے انشاء اللہ۔ سہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا، پڑ خاک ہو جائیں جل جانے والے

چنانچہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ و فرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں و حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر بزرگانِ دین وظیفہ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔ اور تو اور خود مخالفین کے پیشوا مولوی اشرف علی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ ص۹۴) اور مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت برآری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا۔ باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت

ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص

اور سنیئے موی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو اُن کا جہاز تباہی میں آگیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا ر کا وقت ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اسوقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی

(الافاضات الیومیہ ص ۴۳۵ ج ۲)

دوسری روایت تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست

جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے حج خانۂ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے بمبئی سے آگ بوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے۔ انھوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کونسا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارساز مطلق ہے اسی وقت اُن کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ اِدھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور اُدھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اُتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیونکر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لیگئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دیکر اوپر کو اٹھا لیا جب آگے چلا تو بندگانِ خدا کو نجات ملی۔ اسی لئے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ صفحہ ۳۵)

چنانچہ تھانوی صاحب نے ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب

نے اُن سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکماء، میں اُن کے اقوال سے ثابت کر دوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے

(الافاضات الیومیہ ص ۴۳۶ ج ۷)

اور سنیئے!

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ہے

یَا مُرْشِدِیْ یَا مَوْلِیْ یَا مُعْزِعِیْ　　یَا مَلْجَاِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَمَعَادِیْ

اے میرے مرشد اے میرے مولا اے میری وحشت کے انیس اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ۔

اِرْحَمْ عَلَیَّ اَیَا غِیَاثُ فَلَیْسَ لِیْ　　کَهْفٌ سِوٰی حُبِّکُمْ مِنْ زَادِ

اے میرے فریاد رس مجھ پر ترس کھاؤ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زاد راہ نہیں رکھتا

فَازَ الْاَنَامُ بِکُمْ وَاِنِّیْ هَائِمٌ　　فَانْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ یَا هَادِ

مخلوق کو آپکی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰهِ شَیْئًا اَنَّهٗ　　اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ

اے میرے سردار اللہ کے لئے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴/۱)

اور سنئے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں

جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو وہ شرک ہے۔ اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔

(امداد الفتاوٰی ص ۹۹/۴)

اور سنئے دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالٰے ہی سے استعانت ہے۔

(حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین)

دیوبندی مکتبۂ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ تھانوی صاحب کی ان روایات کو بنظرِ انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے گردشِ طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی

مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اسی وقت بنفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچالیا۔ جبھی تو اُن کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انھیں سخت درد تھا۔ کیا یہ درست ہے ؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہینگے کہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ من گھڑت ہے کیونکہ لکھنے والے آپ کے حکیم الامت ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں اور اگر صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب امر میں مدد مانگی وہ مشرک ہوئے یا نہیں ؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور انکی تبلیغ کرے اور اُن پر اعتقاد رکھے وہ مبلغ مشرک ہوا یا نہیں ؟

نیز جب مرید نے حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دور سے اس کا علم کیسے ہوگیا ؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا ؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے ؟ اور کیا اُن کے پاس یہ قدرت تھی کہ آناً فاناً سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچالیں ؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کے مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں ؟

افسوس صد افسوس! جن باتوں کی بنا پر آپ دوسروں مسلمانوں کو

مشرک و بدعتی بناتے رہتے ہیں وہی باتیں آپ کے اکابر بھی کرتے ہیں مگر آپ ان کو مشرک و بدعتی نہیں کہتے کیا یہ انصاف ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔

الغرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام، تابعین تبع تابعین، ائمہ اولیا، علما، اور مخالفین کے چند ارشادات واقوال ہدیۂ ناظرین ہیں۔ مسلمانوں ان کو خوب غور سے پڑھو اور ان لوگوں سے پوچھو جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، یا غوث کہنا شرک ہے بتاؤ یہ سب کے سب اکابر اور خود تمہارے بزرگ اور علمار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا رکرام کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں اور ان سے مدد مانگ رہے ہیں، کون ہیں مشرک ہیں یا مومن؟

اگر کہیں مومن تو الحمد للہ حق واضح ہو گیا! لیکن ان کو اتنا کہنے پر نہ چھوڑو یہ بھی ضرور پوچھو کہ جب تمہارے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے، تو یہ لوگ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں، یہ شرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے؟ پھر مومن کیسے؟ اگر وہ مومن تھے، تو پھر ہم مشرک کیوں ہیں؟ کیا ان کے لئے شرک جائز تھا اور ہمارے لئے نہیں؟ (معاذ اللہ!) اگر ہمارا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے تو ان کا بھی شرک ہوگا، اگر ان کا شرک نہیں تو ہمارا بھی شرک نہیں، اور اگر ہمیں یا رسول اللہ کہنے پر مشرک کہتے ہو تو ان کو بھی کہو؛

اور اگر وہ بیدھڑک کہدیں کہ وہ مشرک تھے (معاذ اللہ!) تو مسلمانو خود ہی

اندازہ کرلو کہ جس مذہب میں اللہ کے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک کہ اکابر سب مشرک ٹھہریں وہ مذہب کتنا بُرا ہوگا؟ اور وہ مذہب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا دُشمن ہوگا۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہے گا وہ خود کافر ہے۔

لہذا ایسے مذہب سے بچو، خدا تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ پرور لوگوں سے بچائے اور اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین ؎

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا　　وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لیکے چلے

عام طور پر یہ لوگ چند آیات مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ اور وَلَا تَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ وغیرہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالدیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو جن کو تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں اور انھیں آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یا غوث کہنا شرک ہے۔

اے کاش یہ لوگ ان آیات کا غلط مطلب بیان کرکے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرتے، بلکہ صحیح مطلب بیان کرکے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوتے، مگر ان لوگوں سے اس قسم کی توقعات رکھنا اپنے کو ہلاک فریب کرنا ہے۔ انشاء اللہ یہ خادمِ اہلسنت مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی بحث میں ایک

الگ رسالہ عنقریب ہدیۂ ناظرین کرے گا۔ سردست نہایت ہی مختصر مگر تحقیقی جواب اور صحیح مطلب ان آیات کا پیش کرتا ہوں۔

تحقیق لفظ "الدُّعا"

قرآن کریم میں لفظ "دُعا" کہیں پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں عبادت کے معنیٰ میں۔ پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں جیسے کہ فرمایا:۔

(۱) وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ (قرآن ۴/۷) — اور رسول تمہیں پکارتے ہیں تمہارے پیچھے سے۔

(۲) ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا۔ (قرآن ۳/۲) — اے ابراہیم پھر پکارو ان پرندوں کو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے۔

(۳) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ۔ (قرآن۔) — اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

(۴) رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا۔ (قرآن ۲۹/۹) — میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن ایمان کی طرف بلایا پس جس قدر میں نے انکو زیادہ بلایا اسی قدر یہ دور بھاگے۔

(۵) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ (قرآن) — بلاؤ ان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ۔

ان پانچ آیات میں "دُعا" پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں آیا ہے اور عبادت

کے معنیٰ میں جیسے کہ فرمایا۔

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ (قرآن۔)

بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

(۲) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ۔(قرآن۲۶)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو عبادت کرے اللہ کو چھوڑ کر ایسے کی کہ وہ نہ قبول کرے اس کو قیامت تک اور وہ اُن کی عبادت سے بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے اُن کے دُشمن اور وہ ہونگے ان کی عبادت سے منکر۔

(۳) وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (قرآن۔)

اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

(۴) وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا (قرآن)

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کی عبادت کرے تو ہونے لگتا ہے اس پر جھرمٹ۔

(۵) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا — فرما دیجئے میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

(قرآن ۲۹/۱۲)

اِن پانچ آیات میں "دعا" عبادت کے معنیٰ میں آیا ہے۔ اس قسم کی تمام وہ آیات جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰه کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے یا اس کو مشرکین کا فعل قرار دیا گیا ہے وہاں "دعا" سے مراد عبادت ہے۔ اگر پکارنے والا کسی کو اِلٰہ خدا۔ مالک حقیقی۔ متصرف بالذات سمجھ کر پکارے تو ایسا پکارنا عبادت ہے اور مشرکین عرب مِنْ دُوْنِ اللّٰه کو معبود سمجھ کر ہی پکارتے تھے اور اُن کا پکارنا شرک فی العبادت تھا۔ لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان کو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے سمجھ کر پکارتا اور ندا کرتا ہے۔ اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔ اگر یہ فرق نہ کیا جائے تو وہ سب کے سب مشرک قرار پائیں گے جنھوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کبار کو پکارا ہے جن کا مفصل بیان گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

سوال! آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

بے شک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ عباد کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے؟

جواب! اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے فرمایا۔

اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ لَہُمۡ نَصۡرًا وَّ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی لَا یَتَّبِعُوۡکُمۡ ؕ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡہُمۡ اَمۡ اَنۡتُمۡ صَامِتُوۡنَ۔

کیا وہ شریک بناتے ہیں اُسے جس نے کوئی چیز نہیں بنائی اور وہ تو خود بنائے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے اُن کی مدد کرنے کی اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انھیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ پیروی کر سکیں گے تمہاری۔ برابر ہے تمہارے لئے خواہ تم ان کو بلاؤ یا تم خاموش رہو۔

اور اس آیت کے بعد میں فرمایا :-

اَلَہُمۡ اَرۡجُلٌ یَّمۡشُوۡنَ بِہَاۤ ۫ اَمۡ لَہُمۡ اَیۡدٍ یَّبۡطِشُوۡنَ بِہَاۤ ۫ اَمۡ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ یُّبۡصِرُوۡنَ بِہَاۤ ۫ اَمۡ لَہُمۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ قُلِ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ ثُمَّ کِیۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ

کیا اُن کے پاؤں ہیں جنکے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا اُن کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں یا کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا کیا اُن کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سُنتے ہوں (آپ) کہدیجئے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

سیاق و سباق کی آیات پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایسی صفات ہوتی ہیں اور انکی ایسی شان ہوتی ہے معاذ اللہ۔ افسوس صد افسوس! برا ہو اس تعصب کا یہ بھی بالکل اندھا ہی بنا دیتا ہے۔ محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کی تو یہ شان ہے کہ خود خدا تعالےٰ انکی شان میں فرماتا ہے کہ

فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ	پس جب میں کسی کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو
یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ	اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا	اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا
وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَفِیْ	ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
رِوَایَۃٍ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ	ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا
بِہٖ وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ	ہے اور اسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔
(بخاری)	اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔

یہ ہے انبیاء و اولیاء کی شان کہ اُن کا سُننا دیکھنا بولنا رب کا سننا دیکھنا اور بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ رب کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور مذکورہ آیات میں جو حالت بیان ہوئی ہے وہ بلاشبہ بتوں کی ہی حالت ہو سکتی ہے کہ نہ تو کچھ بنا سکیں نہ کسی قسم کی کوئی طاقت رکھیں۔ اگر انکو ہدایت کی طرف بلایا جا سکے تو قطعاً نہ آسکیں اور اُن کے سامنے چلانا اور خاموش رہنا برابر ہو اور ان کے ہاتھ پاؤں اور

کان آنکھیں تو ہیں مگر ان میں قوت نہیں کہ نہ تو چل سکیں نہ کچھ پکڑ سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ سن سکیں۔

کاش دیوبندی حضرات اس آیت کو انبیاء اولیاء پر چسپاں کرنے سے پہلے اپنے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی ہی تفسیر دیکھ لیتے چنانچہ عثمانی صاحب انہی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ۔ پاؤں، آنکھ۔ کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انھیں اعضا کہا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چلکر آ سکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی بات سن سکتے ہیں اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا بھی پھٹ جائے تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے نہیں اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں تم ان کے سامنے چلاؤ یا خاموش رہو دونوں حالتیں یکساں ہیں نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع۔

تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درماندہ بلکہ وجود و کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گذری ہوں انھیں خدا بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نامعلوم وہ کیا آفت تم پر نازل کر دیں وَیُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ (زمر رکوع ۴) اسی کا جواب قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ الخ سے دیا یعنی تم اپنے سب شرکا کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھوں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔

لیجئے خود فیصلہ کیجئے بات آپ کی صحیح ہے یا آپ کے شیخ الاسلام کی؟ آپ کے شیخ الاسلام نے تو فیصلہ کر دیا کہ اس آیت سے مراد بت ہی ہیں اور آپ اس آیت کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر رہے ہیں ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا کہ بتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو انبیاء و اولیاء پر اور کافروں مشرکوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو مسلمانوں پر

چھپایا کیا جائے بلاشبہ سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ نیز آیت میں حاضر و غائب، زندہ و مردہ، دور و نزدیک، مافوق الاسباب وما تحت الاسباب کی کوئی قید نہیں بلکہ مطلق ہے تو اگر تَدْعُوْنَ کے معنیٰ پکارنے کے لئے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے جس عقیدہ سے پکارے وہ مشرک ہوگا۔ اس لحاظ سے دنیا میں پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکے گا سب مشرک قرار پائیں گے معاذاللہ ماننا پڑے گا کہ تَدْعُوْنَ کے معنیٰ تَعْبُدُوْنَ کے ہیں اور عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ سے مُراد وہ بُت مورتیاں ہیں جو انسانوں کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک اُن کی پوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۔کیا کافروں کو یہ گمان ہے کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی و مددگار بنا لیں گے۔ ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہانی کیلئے اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے بندوں کو ولی من دونِ اللہ بنانا کفر و شرک ہے دیکھو امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبادی سے مراد ملائکہ اور انبیا ہیں

جواب:۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کو مراد نہیں لیا بلکہ شیاطین اور اصنام کو بھی مراد لیا ہے چنانچہ ان کی پوری عبارت

یہ ہے فرماتے ہیں

فِی الْعِبَادِ اَقْوَالٌ قِیْلَ اَرَادَ عِیْسٰی وَالْمَلٰٓئِکَۃَ وَقِیْلَ ھُمُ الشَّیَاطِیْنَ یُوَالُوْنَھُمْ وَیُطِیْعُوْنَھُمْ وَقِیْلَ ھِیَ الْاَصْنَامُ سَمَّاھُمْ عِبَادًا کَقَوْلِہٖ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ (تفسیر کبیر ص۵۲۹)

اسی طرح تفسیر مظہری ص۲۷۴ میں ہے ۔

یَعْنِی الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالْمَسِیْحَ وَعُزَیْرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَعْنِی الشَّیَاطِیْنَ الَّذِیْنَ اَطَاعُوْھُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَلْاَصْنَامُ سُمِّیَتْ عِبَادًا کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ۔

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ " عِبَادٌ " سے مراد یا تو حضرت عیسٰی وحضرت عزیر علیہم السلام اور ملائکہ ہیں یا شیاطین ہیں کہ کفار اللہ کو چھوڑ کر ان کی اطاعت کرتے تھے ۔ یا بت ہیں اور اُن کا نام " عباد " رکھا گیا جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ میں بتوں کو " عباد " فرمایا گیا ہے ۔

تو اگر " عباد " سے مراد ملائکہ اور انبیاء رہوں تو اولیاء فقط ناصرین (مدد کرنے والے) کے معنیٰ میں نہیں ہوگا بلکہ معبودین ناصرین کے معنی میں ماننا پڑیگا ۔ کیونکہ خود قرآن کریم شاہد ہے کہ کفار ومشرکین نے جن کو من دون اللہ اولیاء بنایا تھا وہ ان کو معبود مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی۔ اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے مقابلے میں بنالئے ہیں معبود وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔ تفسیر مظہری میں ہے قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا نَاصِرًا اَوْ مَعْبُوْدًا (مظہری ص۲۶۶ ج۲)

پس ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کو معبود مان کر اپنا مددگار سمجھتے تھے اور کسی کو معبود مان کر مددگار سمجھنا بلاشبہ شرک ہے لیکن حاشا و کلّا کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود سمجھ کر مدد نہیں مانگتا بلکہ ہر مسلمان انبیاء و اولیاء کو اللہ کی مدد کا مظہر سمجھ کر پکارتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین نے پتھروں کے مجسمے بنائے اور اُن کے نام انبیاء و اولیاء کے نام پر رکھے اور ان کی پوجا کی۔ جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں بت ہوتے ہیں کسی بت کا نام انھوں نے عیسیٰ کسی کا نام مریم رکھا ہوتا ہے (معاذ اللہ) تو وہ اُن بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان مجسموں سے کیا تعلق ہے جیسا کہ اگر کوئی خدا کے نام کا بت بنالے اور یہ سمجھ لے کہ اسمیں اللہ کا جلوہ ہے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو وہ اللہ کی پوجا کرنے والا قرار نہ پائیگا اور بلاشبہ مشرک ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کو ایسا کرنے کا حکم نہ دیا۔ اسیطرح انبیاء و ملائکہ نے بھی لوگوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیا کہ ہمارے مجسمے بنا کر ان کی

پوجا کرنا۔ تو کفار نے خود ہی اپنے زعم فاسد سے شیطانی وساوس کا شکار ہو کر ایسا کرنا شروع کر دیا اور مشرک ٹھہرے تو حقیقت میں یہ پوجا بتوں کی ہی ہوئی انبیاء و ملائکہ کی نہ ہوئی۔ انبیاء و ملائکہ اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ (قرآن ۔) بے شک (اے مشرکو) تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندھن ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ "عباد من دون اللہ" سے مراد بت ہی ہیں جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے۔ اگر عباد من دون اللہ سے مراد انبیاء اولیاء کو لیا جائے تو پھر وہ معاذاللہ جہنم کا ایندھن قرار پائیں گے۔ اور وہ یقیناً جہنم کا ایندھن نہیں ہیں بلکہ قطعی جنتی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "عباد من دون اللہ" سے مراد بت ہی ہیں اور وہ بت اور اُن کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کما قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ نیز فرمایا قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [19/9] چنانچہ ان آیات کی تفسیر بھی اپنے شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی سے سُن لیجیے۔ فرماتے ہیں:۔

یعنی بُت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے مُنہ گرا دیا جائیگا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔

ایک دوسرے کو الزام دیگا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنھیں خدائی کے حقوق واختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہوگیا۔

اور رہا اصنام یعنی بتوں پر عباد کا اطلاق تو وہ بایں معنیٰ ہے کہ اصنام بھی مثل عباد مملوکہ مسخرہ ہیں۔

جو لوگ انبیاء اولیاء کی ندا کو "دعا من دون اللہ میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بنا پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیاء اولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو پھر حضرات انبیاء اولیاء کو معاذ اللہ باطل کہنا اور ماننا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔ یہ اسواسطے کہ بیشک اللہ تعالیٰ وہ حق اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ باطل ہے پس کیا فرماتے ہیں علماء وہابیہ۔ دیوبندیہ۔ وغیرہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور

اولیاء کرام رحمہم اللہ حق ہیں یا باطل ؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اَللّٰہُ حَقٌّ وَالرَّسُوْلُ حَقٌّ وَالْوَلِیُّ حَقٌّ وَشَفَاعَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ۔ الحمد للہ رب العالمین

"دعا" اور "عبادت" میں تغایر ہے یا اتحاد و عینیت ہے ؟

عبادت اور دعا کے مفہوم میں من وجہ تغایر ہے اور من وجہ اتحاد۔ یعنی ان دونوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ بعض وہ افعال ہیں جہاں عبادت صادق آتی ہے مگر دعا نہیں۔ اور بعض وہ صورتیں ہیں جہاں دعا صادق آتی ہے مگر عبادت نہیں۔ اور بعض امور پر دعا اور عبادت دونوں کا اطلاق صحیح ہے۔ ایک مادہ اجتماعی ہے اور دو افتراقی۔ اجتماعی۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا۔ دعا بھی ہے اور عبادت بھی۔ اور افتراقی نمبر۱ جیسے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بغیر معبود سمجھنے کے پکارنا دعا ہے عبادت نہیں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا۔ افتراقی۲ جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے رکوع و سجود و قیام کرنا عبادت ہے اور دعا نہیں۔

سوال :۔ صحیح حدیث میں ہے الدعاء ھو العبادۃ جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ پکارنا عبادت ہے۔

جواب :۔ الدعا میں لام تعریف سے کونسا لام مراد ہے ؟ عہد خارجی۔ جنسی یا استغراقی ؟ اگر استغراقی ہے تو ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ اور

عہدِ خارجی یا جنسی ہے تو تقریب تام نہیں کما لا یخفیٰ۔

بالالفاظ دیگر اگر الدعاء ھوالعبادۃ کا یہ مفہوم ہے کہ ہر پکارنا عبادت ہے تو اس ایجاب کلی کے دعوے پر کیا ثبوت ہے۔ ایجاب کلی کی صورت میں تو خود مخالف بھی شرک سے نہیں بچ سکتا۔ اور اگر الدعاء ھوالعبادۃ موجبہ جزئیہ ہے تو ہمیں کوئی مضر نہیں ہم تو پہلے تصریح کر چکے ہیں کہ دعا اور عبادت میں من وجہ اتحاد ہے مگر بعض الدعاء کے عبادت ہونے سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال:۔ اگر دعا اور عبادت کے مفہوم میں مغایرت ہے تو عبادت کا عمل دعا پر کیسے صحیح ہے؟

جواب:۔ یہ اعتراض بالکل کم علمی سے ناشی ہے ورنہ منطق کا ادنیٰ مبتدی بھی جانتا ہے کہ اَلْحَمْلُ فِیْ اِصْطِلَاحِهِمْ اِتِّحَادُ الْمُتَغَایِرَیْنَ فِی الْمَفْهُوْمِ بِحَسَبِ الْوُجُوْدِ۔ یعنی حمل اصطلاح مناطقہ میں ایسی دو چیزوں کو بحسب الوجود متحد کرنا جو کہ مفہوم میں ایک دوسرے کے متغائر ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فضیلت شان علمی و عملی مخالفین کے ہاں مسلم ہے اور جگہ جگہ اُن کا سہارا لیتے ہیں اس نازک مرحلہ میں انھوں نے بھی اُن کا ساتھ چھوڑ دیا، فرماتے ہیں:۔

وَلَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَۃِ (گلدستۂ توحید) سے

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے،

لطیفہ! اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک دعا اور عبادت میں عینیت ہے تو انھیں چاہئے کہ کبھی اس پر عمل پیرا ہوکر بھی دکھائیں تب پتہ چلے؟ بالعموم اُن کے جلسے تو ہوتے ہی ہیں کبھی کبھی اپنے اشتہارات میں یوں لکھا کریں۔ اسمائے گرامی حضرات مدعوین یعنی معبودین فلاں فلاں۔ اور نیچے الداعی کی جگہ العابد لکھدیا کریں اگر عملی ثبوت دیں تو لوگوں کو پورا یقین واعتماد حاصل ہوجائے کہ آپ لوگ دعا اور عبادت میں عینیت کے قائل ہیں۔

الحمدللہ! اس خادمِ اہلسنت نے "الدعا" اور "عبادمن دون اللہ" کے متعلق مختصر مگر نہایت تحقیقی بحث ہدیۂ ناظرین کی ہے۔ بنظرِ انصاف دیکھنے والے طالبِ حق کے لئے انشاءاللہ یہ کافی و وافی ثابت ہوگی۔

اے کاش! ہمارے مخالفین بھی تعصب اور ضد وعناد کو چھوڑ کر ازراہِ عدل وانصاف اس میں غور وفکر فرمائیں اور حق بات کو تسلیم کرلیں اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کا باعث بنیں جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

جو لوگ آیات قرآنی کا مطلب ومفہوم غلط بیان کرتے ہیں اور بتوں کے بارے میں اُتری ہوئی آیات کو انبیاء واولیاء پر چسپاں کرتے رہتے ہیں وہ ایک طرف تو اُمت میں اختلاف وافتراق کا باعث بنتے ہیں اور دوسری طرف آخرت

میں عذابِ الٰہی کے مستحق بنتے ہیں ۔

آخر میں یہ خادمِ اہلسنت اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ صحابۂ کرام ۔ تابعین ۔ تبع تابعین ۔ ائمہ ۔ اولیا ۔ اور تمام اہلسنت درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے اور ندا کرتے چلے آئے ہیں اور یہی حق ہے ۔

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

آجکل کے نئے نئے فتنوں ۔ فرقوں اور عقیدوں سے بچیں اور بزرگانِ دین کے طریق پر قائم رہیں اسی میں سلامتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم ہم سبکو مذہبِ مہذب اہلسنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے آمین ثم آمین

بندۂ ناچیز!
محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ
کراچی



الحاج حضرت مولانا محمد شفیع الخطیب اوکاڑوی کی دیگر تصانیف

نماز مترجم

نماز پنجگانہ، نماز عیدین، نماز جمعہ، نماز جنازہ، اور دیگر ضروری مسائل قرآن و احادیث اور فقہ کے حوالوں کے ساتھ بیان ہوئے ہیں ان مسائل سے ہر مسلمان کا واقف ہونا بہت ضروری ہے

ھدیہ ۵۰ پیسے

برکات میلاد شریف

★ اس رسالہ میں میلاد شریف پڑھنے اور سلام پڑھنے کا روشن ثبوت پیش کیا گیا ھے -- ★

ھدیہ ۵۰ پیسے

نغمۂ حبیب

معتبر علمائے کرام اور شعرائے عظام کا منتخب اور بلند پایہ نعتیہ کلام عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سرمایۂ عشق و محبت آپ کے قلب کو روحانی اور ایمانی مسرت سے سرشار کر دے گا ★ - ★ - ★

نعت خواں حضرات کیلئے بے نظیر تحفہ

ھدیہ ۷۵ پیسے

ثوابُ العبادات

اس میں قرآن پاک صحیح احادیث کتب فقہ اور خود مخالفین کے اکابر علماء کی کتب سے ایصالِ ثواب کا ثبوت بغیر کسی پر طعن و تشنیع کے پیش کیا گیا ہے ایصالِ ثواب کے جواز پر بہترین رسالہ۔ ہدیہ :۔ ۵۰ پیسے ..

الحاج حضرت مولانا محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی

کی

راہِ عقیدت

عراق، شام، بیت المقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ان کے مضافات کے تمام مقامات مقدسہ کے تفصیلی حالات اور فضائل کا بیان اس کتاب میں موجود ہے، اور اہلِ عشق و محبت کے پُر درد اور پُر سوز واقعات بھی اس میں شامل ہیں۔ .....

قیمت :۔ چار روپے

سفینۂ نوح

(حصہ اوّل)

اہلِ بیتِ کرام کی شان قرآن و حدیث کی روشنی میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات کا ذکر۔ ہدیہ :۔ ایک روپیہ

★ (حصہ دوم) حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے حالات اور فضائل، پردے اور باغِ فدک کا نہایت اچھوتا بیان — ★

ہدیہ ۵۰ پیسے

چند دیگر کتابیں

اَلذِّکْرُ الْحُسَیْن فِیْ سِیْرَۃِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت لاجواب اور بے نظیر کتاب ہے
اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے لے کر بعثت تک کے
مفصل حالات کا بیان ہے۔ ضمن میں اور بہت سے مفید مسائل بھی
بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

عمدہ کاغذ۔ آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت

ھدیہ:۔ پانچ روپے

انوار رسالت

اس میں چالیس احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کی
روشنی میں نماز کے مسائل خصوصاً فاتحہ خلف الامام
رفع یدین۔ آمین بالجہر۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے
آذان اور نماز کے بعد درود شریف پڑھنے۔ اور
بد عقیدہ و بے ادب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا مدلل بیان ہے۔

اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ زیر طبع

مؤلف کی دیگر تصانیف

اَلذِّکْرُ الْجَمِیْلُ فِیْ حِلْیَۃِ الْحَبِیْبِ الْخَلِیْل

یہ نہایت حسین و جمیل تالیف ہے۔ اس میں حضور سید المرسلین رحمۃ للعلمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سرِ اقدس سے لے کر پائے منور تک ہر ہر عضو کے خصائص و فضائل، کمالات و برکات اور معجزات کو قرآن و حدیث اور معتبر و مستند روایات اور عقل سلیم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ آج کل کے بعض مذہبی اختلافی مسائل حیات النبی، علم غیب۔ حاضر و ناظر اور مسئلہ رجم اور دیگر بہت سے مسائل کا حل بغیر کسی فرقہ پر طعن و تشنیع کے نہایت حکیمانہ اور محبت بھرے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ گویا اس کتاب کا ایک ایک حرف عقائد اور اعمال و اخلاق کی اصلاح کرتا ہے، پڑھے لکھے لوگوں، واعظوں اور عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سرمایہ اور سکون قلب ہے۔ ہر مسلمان کو اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

ھدیہ :- ۷/۵۰ روپے ★

درس توحید اپنے آئینہ میں کراچی کے دیوبندی حضرات کی معرکۃ الآراء کتاب "درس توحید" کا نہایت شاندار اور دلچسپ جواب خود انہی کے اکابر کی عبارات سے قابل دید ھے۔ ھدیہ ۷۵ پیسے






میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ